پنجاب، لاہور، ،طبع اول ۱۹۶۴ء،ص:۶۰۶

(۵) ابراہیم بن عبداللہ القاری البغدادی: مناقب ابن عربی (تحقیق الدکتو رصلاح الدین المنجد)، بیروت،۱۹۵۹ء

(۶) ملاحظہ کیجیے: ابوالعلاء العفیفی کا مضمون 'ابن عربی'، ص: ۶۰۸

(۷) ملاحظہ فرمائیے: تفسیر الشیخ الاکبر، المطبعۃ المیمنیہ ،مصر،مقدمۃ ص:۳۔

(۸) حوالۂ سابق، ص: ۳

(۹) حوالۂ سابق، ص: ۳

(۱۰) حوالۂ سابق، ص: ۳

(۱۱) الزمخشری: الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل، دارالکتاب العربی، بیروت، لبنان، الجزء الاول ص: ۱۵

(۱۲) امین احسن اصلاحی، تدبر قرآن، طبع اول، ۱۹۸۹ئ، تاج کمپنی لاہور، ج:اول، ص:۵۹،

(۱۳) مفتی محمد شفیع: معارف القرآن، ، ادارۃ الطباعۃ والمصطفائیۃ، دیوبند، ج:۱، ص: ۹۱،

(۱۴) ابوالاعلیٰ مودودی: تفہیم القرآن،، مرکزی مکتبہ اسلامی، نئی دہلی، ۲۰۰۰ ج:۱، ص: ۵۴، طبع سوم،

(۱۵) ابن عربی: تفسیر الشیخ الاکبر، ص: ۵

(۱۶) مثلاً ملاحظہ فرمائیے: الزمخشری، الکشاف، ج:۱، ص: ۱۸، مفتی محمد شفیع: معارف القرآن، ج:۱، ص:۹۹، ابوالاعلیٰ مودودی: تفہیم القرآن، ج:۱، ص: ۵۴۔

(۱۷) تفسیر الشیخ الاکبر، ج:۱، ص:۵

☆☆☆

اکیسویں صدی کے سماجی مسائل
اور
اسلام

ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی

اکیسویں صدی عیسوی میں جہاں سائنسی ایجادات اور تمدنی ترقیات کے نتیجے میں سفر وحضر کی سہولیات پیدا ہوئی ہیں اور انسانی زندگی پر تعیش ہوئی ہے، وہیں بہت سے ایسے سماجی اور اخلاقی مسائل بھی اٹھ کھڑے ہوئے ہیں جن سے دنیا فتنہ وفساد سے بھر گئی ہے۔ نکاح کے بغیر جنسی تعلق، جنسی بے راہ روی وزنا کاری، رحم مادر کا اجرت پر حصول، ہم جنسیت، مصنوعی طریقہ ہائے تولید، اسپرم بینک، رحم مادر میں بچیوں کا قتل، گھریلو تشدد، اولڈ ایج ہوم، پلاسٹک سرجری اور عام جراحی کے اسلحہ کا استعمال، چند ایسے اہم مسائل ہیں جن سے انسانی معاشرے عالمی سطح پر دوچار ہیں۔

اس کتاب میں ان مسائل پر تفصیل سے بحث کی گئی ہے، ان کے اسباب و اثرات ونتائج کا بھرپور تجزیہ کیا گیا ہے اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ان کا حل پیش کیا گیا ہے۔

جدید ترین مسائل پر اسلامی نقطۂ نظر پیش کرنے والی ایک تحقیقی کتاب۔

● سائز: $\frac{23 \times 36}{16}$ ● صفحات: 256 ● قیمت: 140.00

مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی ۲۵

D-307, Dawat Nagar, Abul Fazl Enclave, Jamia Nagar, New Delhi-110025
Phone: 26971652, 26954341, 26946447(D) Fax: 26947858
E-mail: mmipublishers@gmail.com • Website: www.mmipublishers.net

تعارف وتبصرہ

محمد ﷺ ۔عصر حاضر کے پیغمبر مصنفہ: کیرن آرم اسٹرانگ

مترجمین: نعیم احمد غازی، سید عبید الرحمن

ناشر: گلوبل میڈیا پبلی کیشنز، E-42، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی ،ص: ۲۲۰، قیمت ۔۱۹۵/

موجودہ دور میں، جب کہ عالمی سطح پر اور خاص طور سے مغرب میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف شدید بغض ونفرت کا اظہار کیا جارہا ہے، اسلام کو تشدد کا علم بردار اور پیغمبر اسلام ﷺ کو نعوذ باللہ دہشت گرد بتایا جا رہا ہے اور نفرت انگیز کارٹونوں کی مہم چھڑی ہوئی ہے، کسی مغربی دانش ور کے قلم سے ایسی کتاب سامنے آتی ہے جس میں معروضی انداز میں اسلام کا تعارف کرایا گیا ہو اور رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کو بہت مثبت انداز میں عقیدت کے ساتھ خراجِ تحسین پیش کیا گیا ہو تو بڑی مسرت و فرحت کا احساس ہوتا ہے اور دل ودماغ کو ٹھنڈک اور تازگی حاصل ہوتی ہے۔ زیر نظر کتاب کا مطالعہ کرکے ایسا ہی احساس ہوا۔

کیرن آرم اسٹرانگ (Keran Armstrong)[ولادت ۱۹۴۴ئ] ایک برطانوی عیسائی خاتون ہیں۔ ان کا شمار دور حاضر میں ’تقابلِ ادیان‘ کے موضوع پر عالمی شہریت کے حامل اہم مصنفین میں ہوتا ہے۔ ان کی چند اہم تصنیفات یہ ہیں:

(1) A History of God: The 4000 year Quest of Judaism, christianity and Islam (2) Field of blood: Religion and History of Voilence (3) Holy War: The Crusade and their Impact (4) Islam: A Short History oof Today's World.

موصوفہ ان چند مغربی مصنفین میں سے ہیں جنھوں نے مثبت انداز میں اسلام اور پیغمبر اسلام کا مطالعہ کرنے کی کوشش کی۔ ان کی ایک کتاب ۱۹۹۱ء میں Mohammad: A Biography Of the Prophet کے نام سے شائع ہوئی تھی۔ 9/11 کے حادثے کے بعد انھیں احساس ہوا ہے کہ اس موضوع کے بعض دوسرے

پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کی ضرورت ہے۔ چنانچہ انھوں نے ایک دوسری کتاب Mohammad: Prophet For Our Time لکھی، جو ۲۰۰۶ء میں شائع ہوئی۔ زیرِ نظر کتاب اسی کا ترجمہ ہے۔

یہ کتاب پانچ ابواب پر مشتمل ہے: مکہ، جاہلیہ، ہجرت، جہاد اور سلامتی۔ فاضل مصنفہ نے زمانی ترتیب سے سیرتِ نبوی پر روشنی ڈالی ہے اور اس کے تمام پہلوؤں پر اظہارِ خیال کیا ہے، خاص طور سے ان موضوعات پر عمدہ بحث کی ہے جن کو مغرب میں تنقید وجرح کا نشانہ بنایا جاتا رہا ہے۔ حیرت ہوتی ہے کہ جن مسائل پر مسلم علماء اور اسکالر دفاعی انداز اختیار کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، ان پر بھی انھوں نے پورے اعتماد اور قوت کے ساتھ اظہارِ خیال کیا ہے اور اسلام کی تعلیمات اور رسول اللہ ﷺ کے اعمال اور رویّوں کا دفاع کیا ہے۔

اپنے پیش لفظ میں مصنفہ نے مغرب میں اسلام مخالف رجحان پر نقد کیا ہے۔ لکھتی ہیں: ''ہمارے اپنے مغربی معاشرہ میں اسلام مخالف جذبات نئے نہیں ہیں۔ ان کی بنیاد تقریباً آٹھ سو سال پہلے کی صلیبی جنگوں کے دوران پڑی، بارہویں صدی عیسوی میں عیسائی مذہبی رہ نماؤں نے یہ پروپگنڈہ بڑے پیمانے پر کیا کہ اسلام ایک متشدد مذہب ہے اور صرف تلوار کے زور پر اس کو زبردستی لاد دیا گیا ہے۔ انھوں نے لوگوں کو یہ بھی یقین دلانے کی کوشش کی کہ محمد ﷺ (نعوذ باللہ) ایک جھوٹے نبی ہیں، جنھوں نے زبردستی اپنے مذہب کو طاقت کے زور سے لوگوں پر لاد دیا ہے''۔ (ص ۱۴)

اس معاملہ میں انھوں نے اپنا فیصلہ صاف الفاظ میں سناتے ہوئے مطالعہ کی صحیح جہت کی طرف رہ نمائی کی ہے۔ لکھتی ہیں: ''حضرت محمدؐ جنگجوئیت اور تشدد کے حامی نہیں تھے۔ ہمیں ان کی زندگی مطالعہ متوازن انداز میں کرنا پڑے گا، تبھی آپؐ کی بے شمار کامیابیوں اور امتیازات کو ہم قدردانی کی نظر سے دیکھ سکیں گے۔ تعصب اور بدگمانی پر مبنی نقطۂ نظر اس تحمل، رواداری، آزادی اور محبت کے لیے ضرر رساں ثابت ہوسکتا ہے، جس کے لیے مغرب کو آج جانا جاتا ہے''۔ (ص ۵)

موجودہ دور میں لفظ 'جہاد' کو دہشت گردی اور خوں آشامی کے ہم معنیٰ بنا دیا گیا ہے۔ کان میں یہ لفظ پڑتے ہی رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں اور نفرت و کراہیت ہونے لگتی ہے۔ مصنفہ اس کا صحیح مفہوم ان الفاظ میں بیان کرتی ہیں: ''اس لفظ کو، جسے ہم آج کل عموماً سنتے ہیں، اس کا بنیادی معنیٰ 'مقدس جنگ' نہیں، بلکہ کوشش کرنا اور جدوجہد کرنا ہے۔ یہ کوشش اور جدوجہد صرف اس لیے کہ خدا کی مرضی کا نفاذ ہوجائے۔ مسلمانوں کو اس مقصد کے لیے ہر طرح کی جدوجہد کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس میں انٹلکچول، سماجی، معاشی، روحانی اور گھریلو ہر طرح کی کوششیں شامل ہیں۔ کبھی کبھی اس ذمہ داری کی ادائیگی میں ان کو لڑنا بھی پڑسکتا ہے۔ لیکن یہی بنیادی کام نہیں ہے''۔ (ص ۱۲۹)

سیرتِ نبوی ﷺ پر جو کتابیں لکھی جاتی رہی ہیں ان میں 'مغازی' کا باب بہت طویل اور نمایاں رہا ہے۔ اس بنا پر حیاتِ رسول ﷺ کی غیر متوازن تصویر سامنے آتی ہے۔ مصنفہ نے اس پہلو پر اچھی بحث کی ہے۔ انھوں نے اسلام کے نظریۂ جنگ کی بالکل صحیح ترجمانی کی ہے۔ ایک جگہ لکھا ہے: ''قرآن میں خود حفاظتی جنگ کی تو اجازت ہے، کیوں کہ اس کے بغیر اس نئے دین کو دشمن ختم کرنے کے درپے تھے، لیکن دوسروں کو کچلنے کے لیے جنگ کی شروعات کرنے کی اسلام نے مذمت کی ہے۔ جنگ ایک خوف ناک برائی ہے، لیکن بعض حالات میں یہ ضرورت بن جاتی ہے۔ آزادیٔ مذہب کے حصول کے لیے اس کی اہمیت اپنی جگہ ناگزیر ہے، لیکن اس موقع پر بھی اسلام نے تکثیریت کو نظر انداز نہیں کیا، اس نے صاف صاف کہا کہ معبد اور گرجا گھروں کی کسی بھی قیمت پر حفاظت کرنی ہوگی''۔ (ص ۱۲۰۔۱۲۱)

نبوی غزوات وسرایا میں 'غزوۂ بنی قریظہ' کو بعض پہلوؤں سے بہت ابھار کر پیش کیا گیا ہے۔ غزوۂ احزاب کے موقع پر یہودی قبیلہ بنو قریظہ نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی اور مسلمانوں سے غدّاری کر کے ان کے دشمنوں سے جاملے، چنانچہ احزاب سے فراغت پانے کے بعد ان پر فوج کشی کی گئی اور ان کے تمام جنگ جو افراد کو قتل کردیا گیا۔ مغربی مصنفین اس واقعہ کو بہت بھیانک بنا کر پیش کرتے ہیں، لیکن مصنفہ نے اس

کے تذکرہ میں اعتدال کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا ہے۔ لکھتی ہیں: ''عصر حاضر میں یہ ہمیں چاہے کتنا نفرت انگیز کیوں نہ لگے، لیکن اس زمانے کے عرب میں تقریباً ہر ایک کو اسی فیصلہ کی توقع تھی۔ تاریخ سے یہ ثابت ہے کہ قریظہ کو بھی اس فیصلہ پر حیرت نہیں ہوئی... یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ قریظہ کو مذہبی یا قومی وجوہ کی بنا پر قتل نہیں کیا گیا۔ کسی دوسرے یہودی قبیلہ نے نہ تو اس پر اعتراض جتایا اور نہ مداخلت کی۔ ان سب کو یہ ایک سیاسی فیصلہ لگا.... قریظہ کے یہودیوں کو غداری کے جرم میں مارا گیا تھا۔ دوسرے سترہ (۱۷) یہودی قبائل اب بھی مدینہ کے نخلستان میں آباد تھے۔ قریظہ کی تباہی کے بعد بھی یہ قبائل سالہا سال تک مدینہ میں رہتے رہے... مستقبل کی اسلامی حکومتوں میں بھی یہودی مستقلاً مکمل آزادی کے حق دار رہے۔ یہودی مخالفت اور یہودیوں سے دشمنی کبھی بھی اسلام کا حصہ نہیں تھی۔ (ص ۱۵۴)

'حقوق نسواں' مصنفہ کا پسندیدہ موضوع ہے۔ اس پر لکھتے ہوئے ان کے قلم میں روانی آجاتی ہے۔ (ص ۳۸۔۵۰) وہ عورتوں پر اسلام کے احسانات بیان کرتے ہوئے بہت پرجوش ہو جاتی ہیں۔ لکھتی ہیں: '' قرآن معاشرہ میں خواتین کو وہ حقوق دینے کی کوشش کر رہا تھا جو مغرب میں خواتین کو انیسویں صدی تک بھی حاصل نہیں ہو سکے تھے۔ عورتوں کی آزادی ایک ایسا موضوع تھا جو کہ رسالت مآبؐ کو بہت عزیز تھا...'' (ص ۱۴۰) ''اب عورتوں کو معاشی آسودگی اور اطمینان بھی میسر آ گیا...ساتویں صدی کے عرب میں یہ ایسی جدت طرازی تھی جس پر یقین کرنا اس زمانے میں ہی نہیں، بلکہ بعد میں بھی دوسرے علاقوں میں مشکل تھا۔'' (ص ۱۴۸)

اسلام پر اعتراض کرنے والوں نے اس میں تعدّد ازدواج کی اجازت کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ اس کے جواب میں علماء اسلام کا انداز عموماً مدافعانہ ہو جاتا ہے۔ مصنفہ نے، اس موضوع پر اسلام کے نقطۂ نظر کی بہترین ترجمانی کی ہے۔ لکھا ہے: ''ناقدین نے تعدّد ازدواج کو مسلم خواتین کی حالتِ زار کا ذمہ دار ٹھہرانے کی کوشش کی ہے، لیکن جس وقت یہ وحی نازل ہو رہی تھی، اس وقت یہ اپنے وقت سے آگے کی چیز تھی۔

تعددازدواج کی اجازت ایک عظیم الشان سماجی قانون سازی کا حصہ تھی۔ اس کا مقصد یہ نہیں تھا کہ مردوں کی نہ ختم ہونے والی جنسی ضرورتوں کی تکمیل ہوسکے، بلکہ اس لیے تا کہ اس ناانصافی کوختم کیا جاسکے جو کہ بیواؤں، یتیموں اور دوسری خواتین کے حصے میں آتی تھی... تعددازدواج کی اجازت اس لیے دی گئی کہ یہ یقینی بنایا جاسکے کہ ایسی بے سہارا عورتوں کو بھی ازدواجی زندگی کی مسرتیں مل سکیں اوران کوسہارا دیا جاسکے۔'' (ص ۱۳۸۔۱۳۹)

کتب احادیث وسیرت میں بیان کیا گیا ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کا نکاح چھ (۶) سال کی عمر میں اور رخصتی نو (۹) سال کی عمر میں ہوئی تھی۔ اس پر اعتراض کی شدت کو محسوس کر کے موجودہ دور کے بعض مسلم دانش وروں نے چھ (۶) کو سولہ (۱۶) بنانے کی کوشش کی ہے۔ لیکن اس موضوع پر مصنفہ کی بحث عمدہ ہے۔ انھوں نے وقتِ نکاح ان کی عمر چھ سال (۶) سال مانی ہے، پھر لکھا ہے: ''اللہ کے رسول ﷺ اور ان کی ازواجِ مطہرات کے بارے میں مغرب نے بہت سی فحش باتیں مشہور کر رکھی ہیں، لیکن عرب، جہاں تعددازدواج کا عام رواج تھا، یہ ایک عام بات تھی ... محمدؐ کی عائشہؓ سے منگنی میں کوئی غیر معقولیت نہیں تھی۔ خاندان اور قبائلی تعلقات کو بہتر بنانے کی خاطر یہ شادیاں معاہدوں کی مانند ہوا کرتی تھیں اور بسا اوقات لڑکیاں عائشہؓ سے بھی کم عمر ہوا کرتی تھیں، بلکہ یورپ میں تو یہ رواج جدید زمانہ تک موجود تھا۔ اس کا کوئی سوال ہی نہیں تھا کہ عائشہؓ کی رخصتی ان کی بلوغت سے پہلے ہو جائے۔ عام لڑکیوں کی ہی طرح ہی ان کی رخصتی بلوغت کے فوراً بعد کر دی گئی، جو اس زمانے میں ایک عام بات تھی۔'' (ص ۹۹)

بہ حیثیت مجموعی کتاب کی خوبیوں کے اعتراف کے ساتھ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ مصنفہ کے بہت سے بیانات صحیح نہیں ہیں۔ مثلاً ہجرتِ مدینہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے قریش کے تجارتی قافلوں کی خبر گیری کے لیے جو 'سرایا' بھیجے تھے ان کا تذکرہ انہوں نے اس انداز میں کیا ہے کہ ان کے ذریعہ لوٹ مار کی گئی، جس سے مسلمانوں کی معیشت مضبوط ہوئی (ص ۱۱۹) پروفیسر محمد یٰسین مظہر صدیقی نے اپنی کتاب 'غزواتِ نبوی کی